© rasailojaraid.com

جناب ریاض الحسن نوری ۔ لاہور

جدید انکشافات اور مذہب

کیا اب بھی مذہب کا انکار ممکن ہے؟

انیسویں صدی میں عام طور سے سائنس کو ہر مشکل کا حل خیال کیا جاتا تھا۔ اور مذہب کی اہمیت مغرب کے لوگوں میں کم ہو گئی تھی۔ مغرب میں مذہب سے لگاؤ کم ہونے کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہاں پادریوں اور بادشاہوں نے مل کر عوام کو خوب بیوقوف بنایا اور جی بھر کر لوٹا۔ مگر جب مسلمانوں کے یورپ پہنچنے اور مسلمانوں کے علوم کے یورپین زبانوں میں ترجمے ہونے سے یورپ کی آنکھیں کھلیں تو انہیں ہوش آیا۔ یورپین اقوام نے تعصب کی وجہ سے اسلامی علوم کیطرف تو توجہ نہیں دی اور نہ ان علوم کے ترجمے ہوئے۔ البتہ دنیاوی اور سائنسی علوم انہوں نے مسلمانوں سے ضرور حاصل کئے۔ پس یورپ کے لوگ اپنے مذہب اور اپنے حاکموں سے تو بدظن ہو گئے مگر اسلامی علوم سے بے بہرہ ہونے اور تعصب کی بنا پر وہ اسلام کے نزدیک بھی نہ آسکے اور اپنے مذہب سے بھی دور ہو گئے۔

بادشاہوں، پادریوں اور سرمایہ داروں سے بدظن ہونے کی بنا پر وہاں ایک نیا مذہب اور نظریہ معرضِ وجود میں آیا۔ جس میں خدا پرستی کی بجائے مادہ پرستی کو شعار بنالیا گیا۔ اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ مذہب، خاندان اور حکومت کے خاتمے کے بغیر دنیا میں عدل و انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلے میں اینگلس کی کتاب "خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز" اور لینن کی کتاب "ریاست اور انقلاب" بہت اہم ہیں۔ ان کا ترجمہ روس سے طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ یاد رہے کہ سوشلزم کے لئے کام کرنے والے تقریباً سب ہی لوگ مثلاً انگلینڈ کے اوون جرمنی کے مارکس اور روس کے لینن انکارِ خدا کے پرجوش مبلغ تھے مگر یہ لوگ سائنس دان نہ تھے۔ اگرچہ سائنس کا نام بار بار لیتے تھے۔ اس کے برعکس انیسویں صدی کے بعض سائنس دان اگرچہ مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر مذہب سے قدرے بدظن تو ضرور تھے مگر خدا کے انکار کی انکو ہمت نہ ہوتی تھی۔ باقی تقریباً تمام کے تمام ماہر طبیعیات اور کیمیادان بہت مذہبی آدمی تھے۔ اسکی تفصیل ہم اپنے ایک سابق مضمون میں لکھ چکے ہیں۔ انقلاب فرانس کا ہیرو رابسپیری،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی خدا کو مانتا تھا اور روح کے ابدی ہونے کا معترف تھا۔

ایک دوسرے مضمون میں ہم مسلمانوں کی سائنٹیفی خدمات اور مذہبی لگاؤ بھی ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ جہاں تک ادیبوں کا تعلق ہے۔ روس کے لینن کے دور کے سب ہی بڑے بڑے ادیب مثلاً ٹالسٹائی، دوستوسکی وغیرہ خدا پرست تھے۔ دوستوسکی پہلے زار کے خلاف سیاست میں حصہ لیا کرتا تھا۔ پھر اسے زار نے موت کی سزا دی مگر بعد میں سائبیریا میں چار سال قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ قید میں انجیل پڑھ کر یہ بڑا مذہبی بن گیا۔ آجکل انیسویں صدی کے ناول نویسوں میں اس کے ناول سب سے زیادہ پڑھے جاتے ہیں۔[۲]

لینن کے نظریات

لینن کا مذہب سے متعلق کتابچہ LENIN ON RELEGION پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں وہ ایک مشہور جرمن سائنس دان کی شکایت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آرتھر ڈریوز (ARTHUR DREWS) نے مذہبی توہمات کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ (حضرت) عیسیٰ نام کی کوئی ہستی تاریخ میں نہیں گذری۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود آخر میں وہ مذہب کے حق میں فیصلہ سنا دیتا ہے۔ اور ایسے مصفاد لطیف مذہب کا ذکر کرتا ہے۔ جو نیچریوں کے بڑھتے ہوئے حملوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ ایک صاف گو رجعت پسند کی مثال ہے، جو کہ فرسودہ توہمات کی جگہ نئے قابل نفرت اور حقیر توہمات منتقل کر رہا ہے۔[۳]

مذہب کے نام سے لینن کو اتنی نفرت ہے کہ وہ لوگوں کو بادل نخواستہ اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ یہ اعلان کریں کہ "ہمارا مذہب سوشلزم ہے" کیونکہ اس اعلان سے کچھ لوگوں کی تبدیلی مذہب سے سوشلزم کی طرف ہو گی مگر دوسروں کی تبدیلی سوشلزم سے مذہب کیطرف ہو گی۔ بہرحال وہ کہتا ہے۔ کہ جو لوگ یہ اعلان کریں کہ "ہمارا مذہب سوشلزم ہے۔" ہمیں ان پر قدغن نہیں لگانی چاہیئے۔ لینن کے بیان کے مطابق ہر سوشلسٹ اصولاً طور پر منکر خدا ہوتا ہے۔

i.e. To be an atheist, which every socialist is as a rule.[۵]

لینن کے دور کا ایک مشہور ادیب میکسیم گورگی تھا۔ اسکی کسی تحریر میں ایسی بات آگئی جس سے لینن کو شبہ ہوا کہ یہ شخص پوری طرح خدا کا منکر نہیں ہے تو اس نے اسے ایک ڈانٹ کا خط لکھا اور کہا کہ عیسائی سوشلسٹ رجعت پسند ہیں اور یہ نظریہ سوشلزم کی بدترین تحریف ہے۔[۶] دراصل لینن اور مارکس دونوں مذہب سے اس قدر متنفر تھے کہ وہ مذہب کا نام کسی صورت میں سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور "مذہبی سوشلزم" کو رجعت پسندی قرار دیتے تھے۔ لینن کے نزدیک کسی طرح سے بھی خدا یا مذہب ذکر کرنا ایسا گندہ اور ذلیل کام ہے۔ جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ اسکو وہ خطرناک ناپاکی اور شرمناک بیماری قرار دیتا ہے۔[۷] وہ صاف صاف خدا مردہ باد اور کفر زندہ باد کے نعرے لگاتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کہ ہمارا بنیادی مقصد ہی کفر پھیلانا ہے۔[۸]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسکی کتاب کے انگریزی الفاظ حسب ذیل ہیں۔

Down with relegion and long live atheism, the disemination of atheistic views is our chief task.[۹]

دوستوسکی جیسا عظیم ادیب حضرت عیسیٰ کا شیدائی اور بڑا مذہبی تھا۔ اس لئے لینن اس کے ناولوں کو کم درجہ کا ادب قرار دیتا ہے۔

روس کے دوسرے نامور ادیب جنکو آجکل دنیا کے چوٹی کے ادیبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور جنکا نام ٹالسٹائی ہے، ان کے متعلق لینن نے مذکورہ بالا کتاب میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں کہا ہے کہ کوئی آزاد خیال روسی ٹالسٹائی کے خدا پر یقین نہیں رکھتا۔ اس نے ٹالسٹائی پر یہ بھی الزام لگایا ہے کہ تضادات کی وجہ سے ٹالسٹائی کے لئے مزدوروں کی تحریک یا سوشلزم کی جدوجہد کو سمجھنا ہی ممکن نہیں ہے۔[۱۰]

یاد رہے کہ اسی ٹالسٹائی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ اس کا ترجمہ مصر سے "حکم النبی" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ پیسہ اخبار والوں نے لاہور سے ۱۹۲۰ء میں شائع کیا تھا، وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ لینن کے دور میں ایک عظیم روسی سائنس دان پیولاو (PAVLOV) تھا۔ یہ کھلم کھلا زار کا طرف دار تھا۔ لیکن اسکی عالمگیر شہرت کی وجہ سے انقلاب کے بعد بھی کمیونسٹ اس کے خلاف کچھ نہ کر سکے۔ غالباً روس کی وہ واحد شخصیت تھا جو مخالفت کے باوجود بالشویکوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رہا۔

غرضیکہ لینن کے دور میں نہ صرف دنیا کے بلکہ خود روس کے نامور ترین ادیب اور سائنس دان لینن اور اس کے نظریات کے مخالف تھے۔ یاد رہے کہ لینن کے حامیوں میں کوئی بھی چوٹی کا سائنس دان یا ادیب نہ تھا۔ اس کے تمام ساتھی درمیانہ یا ادنیٰ درجے کی قابلیت کے لوگ تھے۔ ان کا سارا زور غریب اور امیر کے درمیان منافرانہ پروپیگنڈا اور روٹی کپڑا اور جنگ میں جرمنوں سے صلح کر کے امن قائم کرنے پر تھا۔ کیونکہ روس کے عوام جنگ عظیم میں شمولیت کی وجہ سے پریشان تھے۔ اس لئے وہ امن کے وعدے سے متاثر ہو گئے۔

بہر حال تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ روسی عوام کی اکثریت بھی جو کسانوں پر مشتمل تھی۔ سوشلزم کے خلاف تھی۔ لینن نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ وہ کسانوں کے متعلق صاف صاف لکھتا ہے کہ کسان بالشوازم کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ بالشویک ان سے مقررہ قیمتوں پر غلہ خریدتے تھے۔ اس لئے کسان بالشویکوں کے مخالف فوجی جرنیلوں کا ساتھ دیتے تھے۔ لینن کا اپنا بیان یوں ہے:

"When kolchak and Danikin were advancing from Siberia and the South, the peasants were on their side. They did not like Bolshevism because the Bolsheviks took their grain at a fixed price."[۱۱]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الغرض سوشلسٹ پالیسیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں کسان مارے گئے۔ جنگ عظیم کے بعد ملک میں انقلاب آجانے پر جو خانہ جنگی ہوئی اس میں جانی اور مالی نقصان جو ہوا وہ جنگ عظیم میں شامل تمام ملکوں کے نقصان سے کہیں زیادہ تھا۔ جانی نقصان اتنا ہوا کہ سن کر لرزہ آتا ہے۔ سوشلسٹ حکومت اس نقصان کو جنگ عظیم کے نقصان کو ساتھ ملا کر بیان کرتی ہے تاکہ کچھ پردہ پوشی ہو سکے۔ روسی ماہرین کے مطابق ۱۹۱۴ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیانی عرصے میں سولہ سال کی عمر سے لیکر انچاس سال کی عمر تک کے لوگ ۱۴۵ ملین (یعنی تقریباً ڈیڑھ کروڑ) مارے گئے اور ۴۰ لاکھ اپاہج ہو گئے۔[۱۲]

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (ج ۱۶ ص ۹۶۶) کے مطابق فرانس اور روس کے جنگ عظیم اول میں ۳۰ لاکھ سپاہی مارے گئے۔ اگر ان میں سے ۲۵ لاکھ بھی روس کے فرض کر لئے جائیں تو بھی سوا کروڑ انقلاب روس کی بھینٹ ٹھہرے جبکہ اس دور میں روس کی آبادی کل چودہ کروڑ تھی۔[۱۳]

بقول پوڈکولزن ۱۹۲۰ء میں چینی کی پیداوار ۱۹۱۳ء کی نسبت صرف سات فیصد رہ گئی۔[۱۴] اس ایک مثال سے معاشی نقصان کا اندازہ کر لیجئے۔ معاشی بدحالی کی تفصیلات ہم اپنے سابقہ مضامین میں بیان کر چکے ہیں اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اتنی بات یاد رکھیئے کہ بقول پوڈکولزن فوجی جوانوں اور ڈیفنس کے مزدوروں کو تو خاص راشن ملتے تھے۔ مگر ماسکو اور لینن گراڈ کے مزدوروں کو بعض اوقات دن بھر میں صرف پچاس گرام (تقریباً ساڑھے چار تولے) روٹی دی جاتی تھی۔[۱۵] اسی زمانے میں یہ قانون بنایا کہ اگر کوئی کسان اپنے کھیت سے دانے چھپائے تو اسکو موت کی سزا دی جائے۔

لینن کی رجعت جب ملک تباہی کے کنارے آ لگا اور امریکہ سے غلہ کی امداد مانگنی پڑی تو مجبور ہو کر لینن صاحب کو رجعت پسند بننا پڑا اور انہوں نے نیو اکنامک پالیسی یعنی نئی معاشی پالیسی نافذ کی۔ اسکی رو سے کسانوں کو اپنی زمین ٹھیکے پر دینے اور مزدور رکھ کر کھیت پر کام کرانے کی اجازت مل گئی۔ روس کے سرکاری مؤرخین کے الفاظ یہ ہیں:

"Under the new laws the peasants could lease their land and hire labour".[۱۶]

سٹالن کا ظلم و ستم قصہ مختصر نئی رجعت پسندانہ پالیسیوں سے روس کی حالت سنبھل گئی۔ اس کے بعد لینن کا انتقال ہو گیا۔ تو سٹالن کو پھر سوشلزم کا جوش چڑھا اور انہوں نے کسانوں سے پھر زمین لیکر اجتماعی فارم بنانے شروع کر دئے اور ان فارموں کا کنٹرول سرکاری افسروں اور پارٹی لیڈروں کے ہاتھ میں دیدیا گیا۔ اس سے کسانوں میں ناراضگی پھیل گئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے بعد کیا ہؤا۔ کسانوں سے کس طرح انتقام لیا گیا۔ بیسیوں لاکھ (MILLIONS) کسان قتل کر دئے گئے۔ بقول ٹراٹسکی کسانوں کے نہ صرف گھوڑے، گائیں، بھیڑیں بلکہ مرغیوں کے چوزے تک اجتماعی ملکیت میں لے لئے گئے۔ حتی کہ معصوم بچوں کے پیروں سے فلیٹ کے جوتے تک اتار لئے گئے۔

یاد رہے کہ انقلاب سے پہلے روس زرعی پیداوار برآمد کرتا تھا جس کا چالیس فیصد گندم ہوتی تھی اور انقلاب سے آج تک روس غلہ کے لئے سامراجیوں کا دست نگر ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ ایک طرف روس میں لینن کے بعد سٹالن نے قتل و غارت ظلم و ستم کا بازار گرم کیا تو دوسری طرف جرمنی میں نیشنل سوشلزم کے علمبردار ہٹلر نے اپنے ہی ہم وطنوں کو ایسی ظلم کی چکی میں پیسا کہ وہ بھی قتل عام میں سٹالن سے پیچھے نہیں رہا۔ اس کے بعد ان دونوں نے آپس میں معاہدہ کر کے دنیا کو تاریخ کی سب سے خوفناک اور تباہ کن جنگ میں دھکیل دیا۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مطابق اس جنگ میں اندازہ ہے کہ ساڑھے تین کروڑ سے چھ کروڑ تک انسان کام آئے۔

ان دونوں نے انسانیت کو اس بری طرح تباہ کیا کہ برٹرینڈرسل کو خدا کا وجود ماننے میں اس لئے پس و پیش ہے کہ اگر خدا ہے تو اس نے ایسے ظالموں کو کیوں پیدا کیا۔ حالانکہ الحاد کے نتیجے ہی میں یہ عذاب الٰہی بن کر دنیا میں نازل ہوئے۔

سٹالن کی رجعت جب جنگ نے شدت اختیار کی تو سٹالن نے بھی خدا کا نام لینا شروع کر دیا۔ مذہبی لوگوں کو آزادی مل گئی بلکہ ان سے دعاؤں کی درخواست ہونے لگی۔ ایک وقت آیا کہ سٹالن نے روس میں مخلوط تعلیم پر بھی پابندی لگا دی[19]

جنگ کے زمانے میں مصر میں روسی سفارت خانے کا افسر اعلیٰ مسلمان ہو گیا۔ سٹالن کی بیٹی لکھتی ہے۔ کہ سٹالن سب کے سامنے مجھے لباس کے معاملہ پر ڈانٹا کرتا اور میں رونے لگ جاتی۔ ایک مرتبہ اس نے کہا کہ اب تم بڑی ہو گئی ہو۔ تنگ سوئٹر کیوں پہنتی ہو۔ ڈھیلا لباس پہنا کرو[20]

ازبکستان کے کمیونسٹوں کی رجعت مارچ ۱۹۵۳ء میں سٹالن کا انتقال ہؤا تو نئی حکومت نے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تعلیم کا بندوبست کرنے میں دقت محسوس کی۔ اس وجہ سے ۱۹۵۴ء میں مخلوط تعلیم پر سے اگرچہ پابندی ختم کر دی گئی مگر اس کے اثرات ابھی تک کچھ علاقوں میں باقی ہیں۔

۱۹۶۷ء میں روسی کمیونسٹ حکومت کے پچاس سال پورے ہوئے تو امریکہ نے صحافیوں کی ایک ٹیم روس بھیجی تاکہ روس کے تازہ ترین حالات سے واقفیت ہو سکے۔ اس ٹیم نے چشم دید حالات پر کتاب چھاپی جس کا نام ہے "سوویٹ یونین۔ دی ففٹی ایرز" اس کا ایڈیٹر ایچ۔ ای۔ سالسبری ہے۔ اس کے مصنفین لکھتے ہیں

"عورتوں کے لئے ... اور علیحدگی ... (SEE LU...) ... کے کلچر میں آخری چیز ہو سکتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خاصکر ایسے لوگوں کے سامنے اسکی وکالت کیسے کی جاسکتی تھی۔ جنہوں نے ابھی ۱۹۲۰ء ہی میں عورتوں کو نقاب ترک کرنے کی اجازت دی تھی۔ مگر عورتوں کی خلوت نشینی کا طریقہ ازبکستان میں پھر رائج ہوگیا ہے۔ یہ طریقہ پس ماندہ کسان عورتوں میں نہیں بلکہ کچھ اعلیٰ تعلیم یافتہ عورتوں میں جو پارٹی کی ممبر بھی ہیں اور دانشوروں میں شمار ہوتی ہیں ان میں بھی رائج ہوگیا ہے۔ یہ نظریہ جو گھمنڈ اور امارت پسندی کا الٹ ہے۔ اتنا پرکشش ثابت ہوا ہے۔ کہ ان لوگوں کی اولاد میں بھی پھیل گیا ہے۔ جن کے آباؤ اجداد میں عورتوں کی خلوت نشینی یا علیحدگی کا رواج کبھی بھی نہ تھا۔"[21]

(باقی آئندہ)

حوالہ جات :— [1] انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا ج ۱۵ ص ۹۰۹ مطبوعہ ۱۹۷۵ء [2] ایضاً ج ۵ ص ۹۶۷

[3] لینن آن ریلیجن مطبوعہ ماسکو ۱۹۶۶ ص ۶۸۔ [4] ایضاً ص ۲۳-۲۴ [5] ایضاً ص ۸ [6] ایضاً ص ۱۴

[7] ایضاً ص ۲۸ [8] ایضاً ص ۲۰۔ [9] ایضاً ص ۲۰ [10] ایضاً ص ۱۲-۱۳۔ جی ہاں ٹالسٹائی جیسے عبقری کی سمجھ میں سوشلزم کی لغویات کیسے آتیں۔ [11] ایضاً ص ۶۰ [12] اے شارٹ اکنامک ہسٹری آف یو۔ ایس۔ ایس آر مصنفہ اے پوڈکولزن A. PODKOLZIN مطبوعہ پروگریس پبلشرز ماسکو ۱۹۶۸ء ص ۶۲

[13] اے ہسٹری آف دی ورلڈ ان دی ٹوینٹیتھ سنچری مصنفہ واٹ ج ۱ ص ۳۴۲ پر ۱۹۲۵ء میں روس کی آبادی اتنی دکھائی گئی ہے۔ ۱۹۲۰ء میں تو اور بھی کم ہوگی۔ قصہ مختصر لینن کے انقلاب میں تقریباً ہر دسواں انسان مارا گیا۔

[14] پوڈکولزن محولہ صدر ص ۹۴۔

[15] شارٹ اکنامک ہسٹری آف یو۔ ایس ایس آر ص ۱۱۰

[16] اے شارٹ ہسٹری آف یو۔ ایس ایس آر مطبوعہ پروگریس پبلشرز ماسکو ۱۹۶۵ء ج ۲ ص ۱۱۰

[17] THE REVOLUTION BETRAYED by TROTSKY P-44

[18] اے شارٹ ہسٹری آف یو۔ ایس۔ ایس۔ آر مصنفہ پوڈکولزن ص ۸۰

[19] "سات سمندر پار" مؤلفہ اختر ریاض الدین احمد ص ۹۴ مزید دیکھئے "سویٹ ایجوکیشن" مطبوعہ پیلیکن انگلینڈ

[20] اونلی ون ایر مؤلفہ سوتیلانہ ص ۳۶۲ مطبوعہ لندن۔

مزید سوتیلانہ لکھتی ہے کہ میں ڈانٹ سنکر کمرے سے باہر نکل آئی۔

[21] "دی سویٹ یونین۔ ففٹی ایرز" ص ۸۷ (A SIGNET BOOK)

THE SOVIET UNION, FIFY YEARS.

© rasailojaraid.com